

یہ سن المکرمہ ۱۴۳۷ھ کے آگے بڑھنے پر
جملہ کی عظمت و بزرگوں کے مزار کی تعمیر کا مہم



ناموس رسالت ۲۹۵۰ کے قریب غفر اللہ عنہم
پیش کی شان پر
ہاں ہی قرآن
کتابتیں قرآن و سنت کی تعلیمات کو اجاگر کرنے اور قانون



حفظ ناموس رسالت سیرت

گستاخ رسول کی سزا، قرآن حدیث و فقہ سے

مفت محمد اشرف آصف جلالی

5-6 مرکز الادب و تہذیب، راولپنڈی
042-37115771, 0321-9407699
سیرت اہل بیت علیہم السلام کی شان پر

www.siratemustaqeem.net

تحفظ ناموس و رسالت ﷺ سیمینار

کا

خلاصہ

تفصیلی مقالہ بعد میں شائع کیا جائے گا

ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز، کیسٹ اینڈی ڈی سنٹر

5-6 مرکز الاولیاء دربار مارکیٹ لاہور

042-37115771-2, 0321-9407699

جملہ حقوق محفوظ ہیں

تحفظ ناموس رسالت ﷺ سیمینار	نام کتاب
مولانا مفتی ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ العالی	افادات
مولانا عبدالکریم صاحب جلالی مدرس جامعہ جلالیہ رضویہ مظہر الاسلام	پروف ریڈنگ
شیخ محمد سرور ادیبی، محمد آصف علی جلالی	با اہتمام
1100	تعداد
32	صفحات
20 روپے	ہدیہ

ملنے کے پتے

مکتبہ قادری رضوی لاہور / مسلم کتابوی لاہور
 مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور / جامعہ جلالیہ رضویہ لاہور
 کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ فیضان مدینہ گھکڑ
 مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / رضا بک شاپ گجرات
 مکتبہ مہریہ رضویہ کالج روڈ ڈسکہ / مکتبہ غوثیہ کراچی
 احمد بک کارپوریشن راولپنڈی / صراط مستقیم گجرات
 جامعہ محمدیہ رضویہ بھکھی شریف منڈی بہاوالدین
 مکتبہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ / مکتبہ برکات المدینہ کراچی

صراط مستقیم پبلی کیشنز، دربار مارکیٹ لاہور 0321-9407698

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

الصلوة والسلام عليك يا سيدى يا رسول الله

وعلى آلك وأصحابك يا سيدى يا حبيب الله

خالق کائنات جل جلاله نے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو نہایت بلند و بالا مرتبہ عطا فرمایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

”اور ہم نے تمہارے لیے تمہارا ذکر بلند کر دیا۔“

(سورة الانشراح آیت نمبر ۴)

اتنی بلند شان عطا کرنے کے بعد رب ذوالجلال نے حکم فرمایا۔

”اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔“ (سورة الفتح، آیت نمبر ۹)

خالق کائنات جل جلاله نے جہاں آپ ﷺ کے نہایت ادب و احترام کا حکم دیا وہاں آپ کے متعلق معمولی توہین کو بھی کفر قرار دیا۔

جب غزوہ تبوک کی طرف جاتے ہوئے کچھ منافقین نے رسول اکرم ﷺ کے بارے میں یہ کہا: ”کیا یہ بندہ شام کے محلات اور قلعے فتح کرے گا؟ یہ بہت بعید ہے“ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس پر مطلع کر دیا چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سواروں کو روکو جب آپ ﷺ ان کے پاس پہنچے آپ نے فرمایا ”کیا تم نے ایسے ایسے کہا ہے؟ انہوں نے کہا ”ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کیں۔

”اور اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے تم فرماؤ کیا اللہ اور اسکی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔

(سورة توبہ آیت نمبر ۶۵، ۶۶) (تفسیر ابن جریر جلد نمبر ۶، صفحہ ۲۲۰ طبع دار الفکر بیروت)

یہاں سے آپ اندازہ لگائیں کہ مقام نبوت کا معاملہ کتنا حساس ہے اور اس کے بارے میں زبان کھولتے وقت کتنی احتیاط کی ضرورت ہے۔ تھوڑی سی بے احتیاطی سے ایمان برباد ہو جائے گا۔

رب ذوالجلال نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو صرف یہ عظمتیں عطا ہی نہیں کیں بلکہ عطا کر کے آپ کی ناموس کے تحفظ کو اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے۔
فرمان خداوندی ہے۔

”بے شک ان ہنسنے والوں پر ہم تجھے کفایت کرتے ہیں۔“

(سورۃ الحجر آیت نمبر ۹۵)

دیکھیے رب کعبہ نے واضح فرما دیا کہ میرے محبوب ﷺ ہم تجھ سے مذاق کرنے والوں استہزاء کرنے والوں کے مقابلہ میں کافی ہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ عالیہ کے آداب کیا ہیں؟ اور کیا بولیں تو بے ادبی ہو جاتی ہے اسے بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے۔ گالی دینا تو بڑی دور کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی نازیبا چیز کی نسبت کی جائے یا کوئی ہلکا وصف آپ ﷺ میں ثابت کیا جائے۔ یہ بھی بے ادبی ہے بلکہ جو وصف یقیناً آپ میں موجود ہو مگر قائل کے بیان کا انداز تضحیک آمیز ہو یہ بھی بے ادبی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے۔

”اور جب کافر تمہیں دیکھتے ہیں تو تمہیں نہیں ٹھہراتے مگر ٹھٹھا کیا یہ ہیں وہ جو تمہارے خداؤں کو برا کہتے ہیں۔“

(سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۶)

ملاحظہ کیجئے رسول اللہ ﷺ میں یہ وصف ہے کہ آپ بتوں کی بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ یہ وصف بڑا اعلیٰ وصف ہے مگر جب یہ وصف کفار نے تو حین آمیز انداز میں بیان کیا تو

اللہ تعالیٰ نے حکم صادر فرما دیا کہ تم میرے محبوب ﷺ سے استعزا کر رہے ہو۔ جو کہ توہین ہے تو پتہ چلا شان رسالت کا معاملہ اتنا نرم و نازک ہے یہاں آپ ﷺ کی حقیقی شان کو اگر کوئی مذاق کے انداز میں بیان کرتا ہے تو پھر بھی گستاخ قرار پاتا ہے۔

خالق کائنات جل جلالہ نے ناموس مصطفیٰ ﷺ کی حفاظت اپنے ذمے لی مگر یہ کام اپنے محبوب ﷺ کے غلاموں سے کروایا اور یہ اس امت کی سرداری کی دلیل ہے پہلی امتوں میں رب کا دستور یہ رہا کہ انہیں بہت سے جرائم پر ڈھیل ملتی رہی مگر جب انہوں نے اپنے انبیاء علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی تو پھر ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب نازل ہوا یہاں تک کہ حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کی ٹانگوں کے پٹھے کاٹنے والوں پر بھی عذاب نازل ہوا۔

مگر دوسری طرف بخاری شریف کی حدیث نمبر ۲۴۰ میں مذکور ہے۔

سرور عالم ﷺ کعبۃ اللہ کے پاس نماز ادا فرما رہے تھے بد بخت عقبہ بن ابی معیط نے آپ ﷺ کے پیکر پر نور پر اونٹنی کی گندگی ڈال دی۔ کتنی بڑی توہین تھی آپ ﷺ کا عرش سے مقدس جسم اور اس وقت آپ ﷺ حرم میں ہیں بلکہ مسجد حرام میں اور کعبۃ اللہ کی دیوار کے ساتھ کھڑے ہیں پھر حالت نماز میں ہیں اور نماز میں سب سے اہم مقام حالت سجدہ میں ہیں ایسے میں جب اتنی بڑی توہین ہوئی تو رب ذوالجلال کا عذاب کیوں نہ نازل ہوا؟ حالانکہ اللہ تعالیٰ کامل قدرتوں والا ہے بخاری شریف میں ہے ابو جہل، عقبہ شیبہ، امیہ بن خلف وغیرہ یہ توہین دیکھ کر ہنس ہنس کے لیٹ رہے تھے تو وہ عذاب الہی سے بندر کیوں نہ بنے؟ جہاں بیٹھے تھے اتنی زمین کیوں نہ دھنسی؟ ان پر آگ کیوں نہ برسی؟ نہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کا درجہ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے کم ہے بلکہ آپ تو اللہ تعالیٰ کے سبب سے بڑے محبوب ہیں نہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عذاب نازل نہیں کر سکتا تھا۔ اس کے باوجود بھی عذاب نازل نہ کرنا اس امر کی طرف متوجہ کر رہا تھا جب پہلی امتوں میں اپنے انبیاء کرام علیہم

السلام کی توہین کا بدلہ لینے کی پوری صلاحیت نہیں تھی تو آگ وغیرہ کے عذاب نے وہ بدلہ لیا۔ مگر اب وہ امت آجکی تھی جب عشق رسالت وہ جذبہ و جرات پا چکا تھا جو اللہ کی توفیق سے اپنے محبوب ﷺ کی توہین کا خود بدلہ لے لے اس لیے ان گستاخوں کو آگ بھیج کے یا زمین و ہنسا کے نہیں مارا بلکہ آپ ﷺ کے غلاموں کے ہاتھوں عذاب دلویا تا کہ گستاخوں کو عذاب بھی ہو اور عاشقوں کا سینہ بھی ٹھنڈا ہو۔ ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود عذاب بھیج دے دوسرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ غلامان رسول ﷺ کے ہاتھوں سے گستاخوں کو عذاب دلوائے۔ چنانچہ اس امت میں دوسرے دستور کو رائج کر دیا گیا۔ فرمان خداوندی ہے۔

”کیا اس قوم سے نہ لڑو گے جنہوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول (ﷺ) کے نکالنے کا ارادہ کیا حالانکہ انہیں کی طرف سے پہل ہوئی ہے کیا ان سے ڈرتے ہو کہ اللہ اس کا زیادہ مستحق ہے کہ اس سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو تو ان سے لڑو اللہ انہیں عذاب دے گا تمہارے ہاتھوں اور انہیں رسوا کرے گا اور تمہیں ان پر مدد دے گا اور ایمان والوں کا جی ٹھنڈا کرے گا۔“

(سورۃ التوبہ آیت نمبر ۱۳، ۱۴)

ناموس رسالت کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پہ لی اگر کوئی بھی نہ نکلے اللہ تعالیٰ پھر بھی حفاظت کرے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ کام غلامان رسول ﷺ کے ذمہ لگا دیا تا کہ توہین کرنے والوں کو سزا بھی مل جائے اور عاشقان رسول ﷺ کا سینہ بھی ٹھنڈا ہو جب اپنے ہاتھوں سے بدلہ لیں۔ اگرچہ نہ ماننے والوں پر اجتماعی عذاب نازل نہ ہونے کی وجہ یہ بھی تھی کہ یہ نبی آخر الزمان ﷺ کی دعوت تھی اگر اس پر ابتدائی انکار ہی سے سارے عذاب سے راکھ کر دیے جاتے تو پوری دنیا میں پیغام لیکر جانے والوں کی تعداد کم ہو جاتی جب غلامان رسول ﷺ سے رب نے قتال کروایا تو کچھ مر گئے اور باقی عام منکرین کو سوچنے اور اسلام قبول کرنے کا موقع مل گیا۔

اگرچہ نبی آخر الزمان ﷺ کی عزت و ناموس پہ پہرادینا یہ ہماری ذمہ داری ہے مگر توہین کرنے والوں پر آگ بھی اتر سکتی ہے۔ یا اور کوئی حادثہ بھی ہو سکتا ہے
مثال ملاحظہ ہو۔

امام سدی نے روایت کیا ہے مدینہ منورہ میں اذان دی جا رہی تھی ایک عیسائی نے جس وقت یہ جملہ سنا۔

”اشهد ان محمد رسول الله“

اس نے کہا ”جھوٹے کو جلا دیا گیا“ ایک رات وہ سویا ہوا تھا اس کی خادمہ آگ لے کر گزری ایک چنگاری گری جس نے سارا گھر جلا دیا جس کے نتیجے میں وہ گستاخ عیسائی اور اس کے اہل و عیال جل کے راکھ ہو گئے۔ (تفسیر ابن جریر جلد نمبر ۴، صفحہ ۳۹۳، دار الفکر۔ عمدۃ القاری جلد نمبر ۳، صفحہ ۱۴۴، دار الفکر)

پاکستان اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ اس زمین پر مدینہ شریف کی سٹیٹ کا عکس ہے جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا ہے یہ سنی علماء و مشائخ کی جدوجہد کا ثمر ہے دس لاکھ شہیدوں کا خون اس کی بنیادوں میں موجود ہے دو کروڑ مسلمانوں کی ہجرت اس کے نظریے کو سلامی ہے اس ملک کی سعادت ہے کہ اس میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی جیسے اکابرین نے اس کے ماتھے پر عشق نبی ﷺ کا جھومر سجاتے ہوئے اور ختم نبوت کا علم لہراتے ہوئے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلوایا اس کے آئین کی شان ہے۔ کہ اس میں قانون تحفظ ناموس رسالت ﷺ 295-C موجود ہے۔ یہ قانون ”ضیائی“ نہیں بلکہ ”خدائی اور ”مصطفائی“ ہے۔ یہ قانون اگرچہ ہمارے ملک کا قانون ہے۔ مگر حقیقت میں ”مالک الملک“ کا قانون ہے۔ اگرچہ اہل مغرب اور افرنگی کھلونے اس کو محض پاکستانی قانون کہیں مگر یہ پاکستانی ہونے کیساتھ ساتھ قرآنی اور ایمانی بھی ہے۔ آج افسوس اس امر کا ہے۔ کہ غیر مسلم تو اس کے مخالف تھے

ہی اب جدیدیت کے شوق اور مغربیت کے عشق میں کچھ مسلمانوں نے بھی اس کو نشانہ تنقید بنانا شروع کر دیا ہے۔

بد قسمتی سے اٹانوالی نزکانہ کی ملعونہ ”عاصیہ“ نے سید المرسلین ﷺ کی شان اقدس کی سخت توہین کی 19۔ جون 2009ء کو اس پر مقدمہ کا اندراج ہوا۔ اس نے ایس پی شیخوپورہ سید محمد امین اور دیگر معززین، اور عیسائیوں کی موجودگی میں توہین رسالت کے جرم کا اعتراف کیا۔ تقریباً ڈیڑھ سال کی تفتیش و تحقیق کے بعد ایڈیشنل سیشن جج نزکانہ محترم نوید اقبال صاحب نے 11 نومبر 2010ء کو ملزمہ کو سزائے موت کا حکم سنایا۔ جس پر نئے سرے سے ”قانون ناموس رسالت“ پر طعن و تشنیع کا بازار گرم ہو گیا یہاں تک کہ معاذ اللہ اسے ”کالا قانون“ کہا گیا اس موقع پر قانون تحفظ ناموس رسالت کے مخالفین کو کچھ ایسے نا عاقبت اندیش سکالرز بھی میسر آ گئے ہیں جنہوں نے اس بیہودگی کی آگ کو اپنے علم و فن کا ایندھن میسر کیا۔

اس طوفان بد تمیزی کا جواب دینے کیلئے تحفظ ناموس رسالت سیمینار کے انعقاد کا اعلان کیا گیا جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت تحقیقی اور جامع تھا۔

گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے پر قرآنی آیات، احادیث نبوی، اجماع صحابہ، اجماع امت، فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ حنبلی، فقہ شافعی سے اور امت مسلمہ کی چودہ صدیوں کی تاریخ سے بکثرت قوی دلائل پیش کیے گئے وہ ہدیہ قارئین ہیں۔

آیات

قرآن مجید سے چند دلائل ملاحظہ ہوں۔

1۔ ”اگر باز نہ آئے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے اور مدینہ میں جھوٹ اڑانے والے تو ضرور ہم تمہیں ان پر شہ دیں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن پھٹکارے ہوئے جہاں کہیں ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کیے جائیں۔“

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۶۰، ۶۱)

تو ہمیں رسالت کا مجرم واضح طور پر اس آیت کے مضمون میں داخل ہے اور ایسے مجرموں کو گن گن کر قتل کر دینے کا حکم ہے۔

2۔ ”وہ کہ اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے اور ملک میں فساد کرتے پھرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے کہ گن گن کر قتل کیے جائیں یا سولی دیے جائیں یا ان کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹے جائیں یا زمین سے دور کر دیے جائیں یہ دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کیلئے بڑا عذاب ہے۔“

(سورۃ المائدہ، آیت نمبر ۳۳)

اس آیت کریمہ میں زمین میں فساد کرنے والوں کی سزا قتل بتائی گئی ہے جس ڈاکو نے کسی کو قتل کیا اس کا عمل ”فساد فی الارض ہے“ تو جس نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی اس کا عمل فساد فی الارض کیوں نہیں؟ آج اگر کوئی عیسائی کسی عام مسلمان کو معاذاً اللہ قتل کرتا ہے تو اس سے مسلم امہ کو اتنی تکلیف نہیں پہنچے گی جتنی کہ رسول اللہ ﷺ کی معاذاً اللہ توہین سے تکلیف پہنچے گی۔ آج جس نے ایسا کیا اس نے ڈیڑھ ارب مسلمانوں کو تکلیف دی ہے۔ اس لیے ایسے مجرم کی سزا قرآن مجید نے قتل بتائی ہے۔

3۔ ”بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کیلئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔“

(سورۃ الاحزاب، آیت نمبر ۵۷)

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت جو کہ جملہ خبریہ کی شکل میں ہے اور عذاب ہمیں نے گستاخ رسول ﷺ کے جرم اور سزا کو واضح طور پر بیان کر دیا ہے۔

4۔ ”تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہونگے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ

(سورۃ النساء، آیت نمبر ۶۵)

اس آیت کا شان نزول یہ ہے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا کیس لے گئے آپ ﷺ نے ان کا فیصلہ کر دیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ہمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں پس چلے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے جس کے حق میں فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا اے ابن خطاب رسول اللہ ﷺ نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے اس نے کہا ہمیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیج دو آپ ﷺ نے آپ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا سے کہا کیا ایسے عیبات ہے اس نے کہا ہاں پس حضرت عمر نے کہا بس اپنی اپنی جگہ بیٹھو میں آ کے تمہارا فیصلہ کرتا ہوں آپ تلواریں لیکر ان کی طرف نکلے جس نے رسول اللہ ﷺ سے کہا تھا ہمیں حضرت عمر کی طرف بھیج دو اس کا سر قلم کر دیا دوسرا بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ خدا کی قسم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اور اگر میں بھی جلدی سے نہ نکلتا تو مجھے بھی قتل کر دیتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو یہ گمان نہیں کرتا کہ حضرت عمر مومنین کے قتل کی جرأت کریں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت فلا وربك لا يؤمنون الا یہ نازل کر دی پس رسول اللہ ﷺ نے اس بندے کا خون باطل قرار دے دیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس جرم سے بری قرار دیا۔

(تفسیر درمنثور جلد نمبر ۲، صفحہ ۵۸۵ دارالفکر۔ تفسیر ابن کثیر جلد نمبر ۱، صفحہ ۵۳۳

حقانیہ۔ تفسیر فتح القدیر جلد نمبر ۱ صفحہ ۳۱ دارالفکر)

یہاں چند باتیں بہت قابل غور ہیں۔

نمبر ۱۔ تو ہمیں کہاں سے شروع ہو جاتی ہے یہاں جسے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنه نے قتل کیا تھا اس نے زبان سے کوئی گالی نہیں دی تھی بلکہ رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کے بعد اسے مسترد کرتے ہوئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عدالت میں اپیل کی تھی۔

نمبر 2۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف اس کی تصدیق کی کہ اس نے رسول اکرم ﷺ کے فیصلہ کو مسترد کیا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے بھی نہیں پوچھا حالانکہ آپ ﷺ تھوڑے ہی فاصلے پر موجود تھے کہ یہ تو حسین ہے یا نہیں اگر ہے تو پھر اس مومن کو جو مرتد ہو گیا تین دن بعد قتل کرنا ہے اگر توبہ نہ کرے یا ابھی قتل کر دینا ہے بلکہ اسی وقت قتل کر دیا۔

نمبر 3۔ ایک بظاہر مومن کی محض اتنی بات پر قتل کر دینے پر اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل کی حمایت کی کہ مقتول تو حسین رسالت کی وجہ سے مومن نہیں رہا تھا نہ اس کیلئے توبہ کی گنجائش تھی۔ لہذا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے اور رسول اللہ ﷺ نے بری الذمہ قرار دیا۔

المیہ یہ ہے کہ جن لوگوں کو خبر ہی نہیں قرآن مجید سے کسی مسئلہ کو ثابت کرنے کے کتنے طریقے ہیں اور کسے ثابت بالقرآن کہا جائے گا انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ قرآن سے ثابت نہیں کہ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے۔

امام رازی نے لکھا ہے امام شافعی مسجد حرام میں بیٹھے تھے آپ نے یہ دعویٰ کیا مجھ سے جس چیز کے بارے میں پوچھو میں اس کا قرآن سے جواب دوں گا سائل نے کہا اگر محرم بھڑ مارے تو اس پر کیا جزا ہے امام شافعی نے کہا اس پر کچھ لازم نہیں آئے گا سائل نے کہا یہ قرآن مجید میں کس جگہ ہے امام شافعی نے کہا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ”اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو“ پھر آپ نے رسول اللہ ﷺ تک سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے ”تم پر میری سنت اور میرے بعد خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔“ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک سند کیساتھ اس امر کو بیان کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے کہا جس محرم نے بھڑ کو مارا اس پر کچھ لازم نہیں آتا۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر ۶ صفحہ ۲۲۷ دار الفکر)

حضرت امام شافعی کے نزدیک تو بھڑ کے مارنے کا مسئلہ بھی قرآن سے ثابت ہے جبکہ بعض مدعیان علم گستاخ رسول ﷺ کی سزا کے قرآن سے ثابت ہونے کے باوجود منکر بن بیٹھے ہیں حالانکہ اس پر دلائل قاهرہ موجود ہیں۔

آج کے بعض نام نہاد مسلمانوں کا تو حسین رسالت کے بارے میں ہاضمہ بڑا تیز ہو گیا ہے ایک تو انہیں یہ پتہ نہیں چل رہا کہ تو حسین کیا ہوتی ہے دوسرا اگر کوئی معاذ اللہ تو حسین کرے تو اس پر عاشق رسول ﷺ پر کیا فرض عائد ہوتا ہے۔

حدیث میں موجود ہے جب عبد اللہ بن ابی ابن سلول نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دراز گوش (گدھا مبارک) کو بدبو والا کہا تو صحابی رسول ﷺ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبد اللہ بن ابی ابن سلول کے بارے میں کہا واللہ لحمار رسول اللہ ﷺ اطیب ریحاً منك

(بخاری شریف حدیث نمبر ۳۶۹۱ دار الفکر)

”خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کا دراز گوش (گدھا) تم سے کہیں زیادہ خوشبو والا ہے“ بلکہ بعض روایات میں یوں ہے۔

واللہ لبول حمار رسول اللہ ﷺ اطیب ریحاً منك

”خدا کی قسم رسول اللہ ﷺ کی سواری کا پیشاب تجھ سے کہیں زیادہ خوشبو والا ہے۔“

ملاحظہ کیجیے یہاں اگرچہ سرور کونین ﷺ کی ذات، صفات اور تعلیمات پر تنقید نہیں تھی بلکہ آپ ﷺ کی طرف منسوب ایک سواری کی طرف بدبو کی نسبت کی گئی تھی صحابی سے یہ بھی برداشت نہ ہوئی جواب دینا ضروری سمجھا اور پھر ہاتھوں جوتوں اور لکڑیوں سے لڑائی ہو گئی۔

حضرت عبد اللہ بن رواحہ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھے بغیر جواب دیا قسم کھا کر

آپ ﷺ کی سواری کی عظمت ایک انسان پر بیان کی آپ ﷺ ناراض نہیں ہوئے آج کے دانشور سوچیں، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ ﷺ کی سواری کی توہین برداشت نہیں کرتے اور معافی کو شعار نہیں بناتے اور حرارت ایمان کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں۔ خود ناموس مصطفیٰ ﷺ کا معاملہ کتنا عظیم ہوگا۔ یہاں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک انسان کے مقابلہ میں ایک دراز گوش (گدھا) کی شان بیان کر کے بتایا کہ گستاخ رسول ﷺ کی کوئی عظمت انسانی نہیں ہے۔ اس کے مقابلہ میں گدھے جیسا جانور نسبت رسول ﷺ کی وجہ سے عظیم ہے بلکہ اس کا پیشاب بھی اس گستاخ سے اچھا ہے۔ یہی فکر اقبال ہے۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح قلم تیرے ہیں
احادیث

1: بخاری شریف حدیث نمبر ۴۰۳۷

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کعب بن اشرف کے لیے کون ہے کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کو اذیت دی ہے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ کو پسند ہے کہ میں اسے قتل کر دوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ہاں“۔

چنانچہ حضرت محمد بن مسلمہ نے کعب بن اشرف کو قتل کر دیا۔

قارئین دیکھیں کعب بن اشرف کو توہین رسالت کی وجہ سے خود رسول اللہ ﷺ نے قتل کروادیا۔ حالانکہ وہ ذمی تھا۔

2: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے

ابورافع یہودی کو قتل کرنے کیلئے ایک دستہ بھیجا اور حضرت عبداللہ بن عتیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

ان کا امیر بنایا۔ حدیث بخاری میں ابورافع کے قتل کی وجہ یوں بیان کی گئی۔

کان ابو رافع یوذی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و یعین علیہ
 ”ابورافع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اذیت پہنچاتا تھا آپ کے خلاف لوگوں کو اکساتا
 تھا۔“ وہ ایک قلعہ میں رہائش پذیر تھا وہاں چڑھ کر حضرت عبداللہ بن عقیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 نے اسے قتل کر دیا واپسی پر قلعہ سے اترتے ہوئے آپ کی پنڈلی ٹوٹ گئی رسول اللہ ﷺ نے
 ہاتھ پھیرا تو ایسی صحیح ہوئی جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔
 (بخاری شریف حدیث نمبر ۳۹۳۹ دار الفکر)

ناظرین اس کے ذمی ہونے کے باوجود اس کو قتل کیا گیا کیونکہ توہین رسالت کا مرتکب
 تھا۔ اس کا قتل کفر یا یہودیت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ توہین رسالت اور اذیت کی وجہ سے تھا۔
 3:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک صحابی کی لوہڈی تھی
 اس کے اس سے بڑے خوبصورت دو بیٹے بھی تھے اس نے سرکارِ دو عالم ﷺ کو گالی دی ان
 صحابی سے صبر نہ ہو سکا آپ نے اس کے پیٹ میں خنجر رکھ کر اوپر بوجھ ڈالا یہاں تک کہ خنجر
 اس کی دوسری طرف نکل گیا۔ اور وہ مر گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں اس کا خون باطل ہے۔

(مستدرک امام حاکم جلد نمبر ۵ صفحہ ۵۰۶ طبع دار المعرفہ) امام حاکم نے کہا یہ حدیث
 صحیح الاسناد ہے (ابو داؤد حدیث نمبر ۳۳۶۱ دار الکتب العلمیہ۔ طبرانی معجم کبیر، حدیث
 نمبر ۱۱۹۸۴ دار احیاء التراث العربی)

اے عاشقانِ رسول ﷺ! یہاں بھی ان صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ ﷺ
 سے نہیں پوچھا مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کے عمل کی توثیق کی اس کے قتل کی وجہ سے قاتل پر
 نہ قصاص ہے نہ دیت اور نہ ہی کوئی اور سزا۔

4:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں فتح مکہ کے دن ابنِ حطل

کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے قتل کر دو۔

(بخاری حدیث نمبر ۴۶۸۶، دار الفکر)

ابن بطل شارح بخاری نے کہا یہاں سے استدلال کیا گیا ہے جو رسول اللہ ﷺ کو گالی دے اس سے توبہ نہیں کروائی جائے گی بلکہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔

(ابن بطل شرح بخاری جلد نمبر ۴ صفحہ ۵۲۰ مکتبہ الرشد الریاض)

ابن نخل اگرچہ ایک مسلمان کا قاتل بھی تھا مگر حرم میں اور مسجد حرام میں اور کعبہ کے پردوں سے نکال کر مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان جو اسے باندھ کر قتل کیا گیا تو اس کا سبب تو حسین رسالت تھی۔ بلکہ وہ تو حسین رسالت کے ٹھہرے جرم کا مجرم تھا۔ امام نور الدین لکھتے ہیں۔

كان شاعرا يهجو رسول الله ﷺ في شعره، وكانت له قنستان
تُغنيانه بهجاء رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الذي يصنعه

(سیرت حلبیہ جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۳۱ دار الکتب العلمیہ)

ابن نخل شاعر تھا اپنے شعروں میں رسول اللہ ﷺ کی (معاذ اللہ) جھو کرتا تھا اس کی دو گانے والی لونڈیاں تھیں وہ اس کے بنائے ہوئے جھوپر مشتمل کلام کو گاتی تھیں۔

5:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے عبد اللہ بن ابی سرح ان چار افراد میں سے تھے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہ جہاں ملیں ان کو قتل کر دو۔ جب وہ توبہ کرنے کیلئے آئے انہیں رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش کیا گیا آپ نے تین مرتبہ ان کی طرف سر اٹھا کے دیکھا اور ہر بار ہی انہیں ناپسند کیا چوتھی بار آپ نے ان کو قبول کر لیا۔ پھر آپ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا کیا تم میں کوئی رجل رشید نہیں جو یہ دیکھ کر کہ میں نے اس کی بیعت لینے سے ہاتھ پیچھے کر لیا تھا اس کی طرف اٹھتا اور اسے قتل کر دیتا۔

(سنن ابی داؤد جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۶۳، حدیث نمبر ۴۶۸۳، دار الکتب العلمیہ)

عبداللہ بن ابی سرح کی بیعت سے پہلے حالت تھی اس میں رسول اللہ ﷺ اس کی طرف سے توبہ اور معافی کے ارادہ کے باوجود بھی اس کے واجب القتل ہونے کا حکم واضح فرما رہے تھے۔ اس وقت کوئی صحابی اسے قتل کر دیتا تو یہ غلطی نہ تھی بلکہ سرکارِ مہم ﷺ بہت خوش ہوتے۔ اس سے بڑھ کے اس پر کہ گستاخ معافی بھی مانگے پھر بھی واجب القتل ہے کیا وضاحت ہوگی۔

6:- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک یہودن رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتی تھی اور آپ ﷺ کی توہین کرتی تھی اس کا ایک صحابی نے گلا دیا یا یہاں تک کہ اس کو مار دیا رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون باطل قرار دے دیا۔

(سنن ابی داؤد حدیث نمبر ۶۲۳۶ دارالکتب العلمیہ)

7:- حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشرکہ ہمشیرہ نے جب رسول اکرم ﷺ کی توہین کی آپ نے اسے تلوار سے قتل کر دیا حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھانجوں سے یہ امر مخفی تھا انہوں نے کسی اور پر الزام لگایا جب حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطرہ محسوس ہوا کہ یہ کسی اور کو قاتل سمجھ کے قتل نہ کر دیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور اپنی ہمشیرہ کے بارے میں بتایا۔ میں نے ہمشیرہ کو خود قتل کیا ہے آپ ﷺ نے پوچھا تم نے اسے کیوں قتل کیا ہے؟ حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بتایا کہ وہ مجھے آپ کے بارے میں اذیت دیتی تھی یعنی آپ کی توہین کرتی تھی رسول اللہ ﷺ نے اس مقتولہ کے بیٹوں کو بلا بھیجا اور ان سے اس کے قاتل کے بارے میں پوچھا انہوں نے حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ کسی کا نام لیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں بتایا کہ تمہارے ماموں (عمیر) نے تمہاری ماں کو توہین رسالت کی وجہ سے قتل کیا آپ ﷺ نے اس کا خون ضائع قرار دیا۔ مقتولہ کے بیٹوں نے کہا ہم نے سنا اور اطاعت کی۔

(طبرانی معجم کبیر جلد نمبر ۱ صفحہ ۶۴ دار احیاء التراث العربی)

8:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے ایک مشرک نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے؟ جو میرے لیے میرے دشمن کے مقابلے میں کافی ہو جائے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے لکارا اور قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقتول کا ساز و سامان بھی دے دیا۔

(مصنف عبدالرزاق حدیث نمبر ۹۷۰۴)

ایک عورت رسول اللہ ﷺ کو گالی دیتی تھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون اس سے بدلہ لے گا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف گئے اور اسے قتل کر دیا۔

(مصنف عبدالرزاق، حدیث نمبر ۹۷۰۵)

10:- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مسلمہ کذاب نے عبداللہ بن نواحہ اور ابن اثال بن حجر کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا آپ ﷺ نے کہا تم گواہی دیتے ہو کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں انہوں نے کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسلمہ اللہ کا رسول ہے (معاذ اللہ) آپ ﷺ نے فرمایا میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں اگر میں کسی کی طرف سے بھیجے گئے وفد یا قاصد کو قتل کرتا ہوتا تو میں تمہیں قتل کر دیتا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں تھے ابن نواحہ مل گیا آپ نے اسے قتل کا حکم دیا پھر فرمایا لوگو جانتے ہو میں نے اسے کیوں قتل کیا؟ لوگوں نے کہا نہیں آپ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اسے اپنی ہونے کی وجہ سے چھوڑا تھا ورنہ یہ واجب القتل تھا تو آج چونکہ اپنی نہیں تھا اس لیے میں نے قتل کر دیا۔

(مسند ابی یعلیٰ جلد نمبر ۴، صفحہ ۳۶۸ دارالکتب العلمیہ، مصنف ابن ابی شیبہ جلد

نمبر ۷، صفحہ ۵۹۷، دارالفکر)

11:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ خطمہ قبیلہ کی

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی آپ ﷺ نے فرمایا اس سے بدلہ کون لے گا؟ اسی قبیلے کا ایک مرد (حضرت عمیر) تھا اس نے اس عورت کو قتل کر دیا جب اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی تو آپ نے فرمایا اس میں دو بکریاں نہیں لڑیں گی۔ یعنی لڑنا بکریوں کا کام نہیں بھڑوں کا کام ہے یعنی اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں۔

12:- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں بنی قریظہ کے صرف مردوں کو قتل کیا گیا۔ کسی عورت کو قتل نہیں کیا گیا تھا مگر ایک عورت کو بھی قتل کیا گیا جب رسول اللہ ﷺ مردوں سے فارغ ہوئے اس عورت کا نام لیا گیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس سے پوچھا اور کوئی عورت قتل نہیں کی گئی تمہیں کیوں قتل کیا جا رہا ہے؟ اس نے کہا میں نے ایک حادثہ کیا ہے۔ چنانچہ اس کی گردن اڑادی گئی۔

(ابوداؤد۔ حدیث نمبر ۲۶۶۸ دارالکتب العلمیہ)

امام خطابی کہتے ہیں اس کا حادثہ یہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتی تھی۔

(عمون المعبود جلد نمبر ۷، صفحہ ۱۵۸، دار احیاء التراث)

13:- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو گالی دی اس کو قتل کر دیا جائے اور جس نے میرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالی دی اس کو کوڑے مارے جائیں۔

(مجمع الزوائد حدیث نمبر ۱۰۵۶)

14:- سید المرسلین ﷺ نے حویرث بن نقیذ کو تو حسین کی بنیاد پر قتل کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ اس کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کر دیا۔

(سیرت حلبیہ جلد نمبر ۲، صفحہ ۱۳۱، دارالکتب العلمیہ)

15:- ابن خطل کی دو لوٹیاں رسول اللہ ﷺ کی ہجو پر مشتمل گانے گاتیں تھیں آپ ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر دونوں کو واجب القتل قرار دے دیا ایک کا نام فرسنا اور

دوسری کا نام ارنب تھا جن میں سے ایک کو قتل کر دیا گیا اور دوسری فرتنا کو رسول اللہ ﷺ نے معاف کر دیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۴، صفحہ ۶۹۳ دارالمعرفۃ)

16:- حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مکہ شریف میں رسول اللہ ﷺ کی توہین پر مشتمل گانے گاتی تھیں ان کو قتل کرنے کا بھی رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا اور بعد میں آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا اور انہوں نے کلمہ پڑھ لیا۔

(سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ دارالکتب العلمیہ، البدایہ والنہایہ جلد ۴ صفحہ ۶۹۳ دارالمعرفۃ)

17:- رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو عصفک یہودی کو قتل کر دیا کیونکہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی توہین کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اس خبیث کو کون قتل کرے گا؟

(مغازی واقدی ۱/۷۴، سیرت ابن ہشام جلد ۴ صفحہ ۲۲۱ دارالفکر)

دیکھئے توہین کی وجہ سے اسے ذمی ہونے کے باوجود قتل کر دیا گیا۔

18:- رسول اللہ ﷺ نے انس بن زبیم کو بھی توہین رسالت کی وجہ سے واجب القتل قرار دیا اور پھر اسے معافی دے دی۔

(السیف المسلول للسیکی صفحہ ۳۲۶ طبع دار الفتح اردن)

19:- ابن زبیری کو رسول اللہ ﷺ نے توہین رسالت کی وجہ سے واجب القتل قرار دیا۔ اور پھر معاف فرما دیا اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا

(السیف المسلول للسیکی صفحہ ۳۵۵ طبع دار الفتح اردن)

20:- رسول اللہ ﷺ نے کعب بن زہیر شاعر کے قتل کا حکم دیا پھر معافی دے دی۔

(مستدرک للحاکم جلد ۳ صفحہ ۵۷۸ دارالمعرفۃ)

21:- ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اپنے باپ سے تمہارے بارے میں نازیبا الفاظ سنے تھے چنانچہ میں نے قتل کر دیا تو رسول اللہ ﷺ پر یہ بات گراں نہیں

گزری۔ (الصارم المسلول صفحہ ۱۷۸، دارالکتاب العربی)

22:- عقبہ بن ابی معیط جس نے رسول اللہ ﷺ پر حالت نماز میں اونٹنی کی بچے دانی پھینکی اور گندگی معاذ اللہ پھینکی تھی وہ بدر کے موقع پر قیدی بنا اسے بدر کے دیگر قیدیوں سے استثنائی انداز میں بدر سے کچھ فاصلے پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا۔

(مفہم شرح مسلم للقرطبی جلد نمبر ۳ صفحہ ۶۵۴ طبع دار ابن کثیر دمشق)

قارئین دیکھیے یہ بائیس افراد مرد و زن ایسے ہیں جن میں بہت سے لوگوں کے قتل کا حکم خود رسول اللہ ﷺ نے دیا کچھ ایسے ہیں جن کو توہین کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم قتل کر کے آئے ہیں تو آپ ﷺ نے مقتول کے خون کو باطل قرار دے دیا اور کہا ضائع چلے گئے یعنی ان کو قتل کرنے والوں پر قصاص ہے نہ دیت قید ہے نہ جرمانہ، سختی ہے نہ ڈانٹ بلکہ گستاخوں کو قتل کرنے والوں کیلئے اجر عظیم کا اعلان کیا گیا۔

کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمیر خطمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جب انہوں نے اسماء بنت مروان کو قتل کیا صحابہ سے فرمایا۔ اگر تم ایسے آدمی کو دیکھنا چاہو جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی عاقبتانہ مدد کی ہے تو عمیر بن عدی کو دیکھ لو۔

(الصارم المسلول صفحہ ۱۳۰، دارالکتاب العربی)

کچھ ایسے ہیں جن کو توہین کی وجہ سے واجب القتل قرار دیا گیا تھا پھر انہیں خود رسول اللہ ﷺ نے معاف کر دیا۔ مگر آپ کے علاوہ کسی کو آپ ﷺ کا حق معاف کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اجماع امت

یہ حقیقت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لیکر پوری امت کا اجماعی مذہب ہے کہ

گستاخ رسول ﷺ کی سزا صرف اور صرف قتل ہے۔ امام قاضی عیاض نے یہ ذکر کرنے کے بعد کے گستاخ واجب القتل ہے لکھا ہے۔

یہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لیکر آج تک تمام علماء اور ائمہ فتویٰ کا اجماع ہے۔

(شفاء صفحہ ۵۴۱ دار الفکر)

1:- حضرت ابو بزرہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک شخص نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی میں نے کہا اے رسول اللہ ﷺ کے خلیفہ کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہ صرف اس کی سزا ہے جس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالی دی۔

(مستدرک للحاکم جلد نمبر ۵ حدیث نمبر ۵۰۷، دار المعرفۃ)

2:- حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مہاجر بن ابی امیہ امیر یمامہ کو توہین رسالت کے ایک کیس کے بارے میں خط لکھا جس میں یہ الفاظ تھے۔
انبیاء کرام علیہم السلام کی حدود عام حدود کے مشابہ نہیں ہوتیں اگر کوئی مسلمان توہین کرے تو مرتد ہو جاتا ہے اور کوئی ذمی کرے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے۔ یعنی دونوں صورتوں میں گستاخ واجب القتل ہے۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۹۷ میر محمد کتب خانہ کراچی)

دیگر چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور مختلف صدیوں کے کچھ ائمہ کی تصریحات اس مضمون میں موجود ہیں اور باقی کو طوالت کی وجہ سے ترک کیا جا رہا ہے۔

گستاخ کی معافی کا مسئلہ

آج کل کچھ بزم خویش دانشور اس بات کو بڑا اچھا لے رہے ہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اپنے دشمنوں کو معاف کرتے رہے جب آپ ﷺ سارے جہانوں کی رحمت ہیں تو تم سختی کیوں کرتے ہو ان لوگوں کے اس مغالطے کے جواب کیلئے یہ بات ذہن میں

رہیں ہر انسان اپنا حق معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہے مگر کوئی انسان دوسرے کا حق معاف کرنے کا اختیار نہیں رکھتا۔ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے جہاں کچھ گستاخوں کو معاف کیا وہاں کچھ گستاخوں کو قتل کرنے کا بھی حکم دیا ہے جو صحاح ستہ میں موجود ہے جیسا کہ مذکورہ احادیث میں ہے بلکہ ایک بڑے گستاخ عقبہ بن ابی معیط کو تو اپنے ہاتھوں سے قتل کیا اور ابن نخل کو کعبہ کے پردوں سے نکلوا کر مقام ابراہیم اور زمزم کے درمیان حرم میں باندھ کر قتل کروایا۔ یاد رہے آپ ﷺ کا معاف کرنا اور گستاخوں کو قتل کروانا دونوں ادا نہیں ہی جہان کیلئے رحمت ہیں۔

آپ کے معاف کرنے سے یہ سمجھنا غلط ہے کہ کوئی امتی آپ ﷺ کا حق معاف کر دے۔ امام قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ نے اس سلسلہ میں محققین کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ”یہ بات ثابت ہوئی کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے آپکو اذیت دینے والے اور آپ کی توہین کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا یہ آپ ﷺ کا حق ہے اور آپ ﷺ کو اس بارے میں اختیار ہے۔

امام قسطلانی نے نیز لکھا۔

”آپ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی امت کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ آپ ﷺ کے حق کو ساقط کرے یعنی معاف کرے کیونکہ آپ ﷺ کی طرف سے اس بارے میں کوئی اجازت موجود نہیں ہے“

(مواہب اللدنیہ، جلد نمبر ۲ صفحہ ۶۸۵، المکتب الاسلامی)

امام زرقانی متوفی ۱۱۲۳ھ لکھتے ہیں۔

اب گستاخ رسول ﷺ کیلئے صرف قتل ہے معافی نہیں ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد آپ ﷺ کی طرف سے معاف کرنے پر ہم مطلع نہیں ہو سکتے۔

(زرقانی علی المواہب اللدنیہ جلد نمبر ۷ صفحہ ۳۳۷ دارالکتب العلمیہ)

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے دشمنوں کو معاف کرنے سے ہمارے لیے سنت یہ ثابت ہوئی کہ ہم اپنے ذاتی دشمنوں کو معاف کرنا سیکھیں۔ بڑے خولیش وانشوروں نے قوم کو الٹا مطلب سکھانا شروع کر دیا۔ جو لوگ نرمی اور معافی کی باتیں کر رہے ہیں سنت یہ ہے کہ یہ اپنے دشمنوں کو معاف کریں۔ یہ اپنے دشمنوں سے تواضع لیتے ہیں اور انہیں معاف نہیں کرتے مگر رسول اللہ ﷺ کے دشمنوں کے بارے میں معافی کے علمبردار بنے ہوئے ہیں۔

بریں عقل و دانش باید گریست

گستاخ کی توبہ کا معاملہ

گستاخ کی توبہ کا مسئلہ بھی بڑا اچھالا جا رہا ہے یاد رکھیں کہ قتل گستاخ رسول ﷺ کی شرعی حد ہے اور حد کے بارے میں یہ قانون ہے کہ حد جب ثابت ہو جائے تو ساقط نہیں ہوتی جیسا کہ حد قذف ہے۔ جب کسی نے معاذ اللہ کسی پاک دامن عورت پر زنا کا الزام لگایا اور پھر چار گواہ پیش نہ کر سکا تو اس کیلئے حد قذف ثابت ہو گئی کہ قرآن مجید کے حکم کے مطابق آستی ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے۔ اب اگر وہ تہمت لگانے والا شخص کہے کہ میں توبہ کرتا ہوں تو توبہ قبول نہیں ہے ہزار بار توبہ کرتا رہے حد پھر بھی لگ کے رہے گی۔ کہاں ایک عورت کی عزت کا معاملہ اور کہاں سرور کونین ﷺ کی عزت و عظمت چنانچہ توبہ سے گستاخ سے قتل والی حد ساقط نہیں ہوگی۔

رہا یہ مسئلہ کہ اسے مرتد پر قیاس کیا جائے اور جب مرتد کی توبہ قبول ہے تو گستاخ بھی تو حسین کرنے سے مرتد ہو گیا اس کی توبہ بھی قبول ہونی چاہئے تو اس سلسلہ میں وضاحت یہ ہے ایک ہے محض ارتداد اور ایک ہے تو حسین رسالت کی وجہ سے ارتداد ان دونوں کے حکم میں فرق ہے۔ محض ارتداد بندے کا ایک انفرادی فعل ہے۔ معاذ اللہ وہ اسلام چھوڑ کے کسی اور دین میں چلا گیا مگر اس نے ہمارے آقا ﷺ کی تو حسین نہیں کی۔ یہ اس کا انفرادی فعل ہے یہاں کسی اور آدمی کا حق متاثر نہیں ہوا یہاں اس کو تین دن دیے جائیں گے اگر توبہ

کرے تو ٹھیک ہے ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ مگر جس نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالی دی یہ مرتد دین سے بھی نکلا اور ساتھ ہی اس نے سب سے بڑے انسان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے حق پر بھی حملہ کیا ہے۔ چنانچہ ایسے مرتد کیلئے تین دن کیا تین منٹ بھی نہیں دیے جائیں گے۔ یہ یوں ہے جیسے معاذ اللہ کوئی مرتد ہوا اور ساتھ ہی اس نے کسی مسلمان کو بھی قتل کر دیا۔ اب اس کے دو جرم ہیں ایک جرم ہے ارتداد اور دوسرا ہے مسلمان کا ناحق قتل۔ ارتداد کی بنیاد پر تو اسے توبہ کیلئے وقت ملنا تھا مگر چونکہ اس نے مسلمان کو قتل بھی کیا ہے اسلئے قصاص میں قتل کر دیا جائے گا۔ جو تو حسین رسالت کی وجہ سے مرتد ہوا یہ یوں ہے کہ مرتد ہوا اور ساتھ ایک قتل بھی کیا ہو۔ بلکہ اس کا رسول اللہ ﷺ کو گالی دینا یہ مسلم امہ کیلئے کئی قتلوں سے بڑا حادثہ ہے کیونکہ امت مسلمہ کو اپنے سینکڑوں افراد کے ناحق قتل کیے جانے پر تن بدن میں یوں آگ نہیں لگتی جیسے کسی ناہنجار کی طرف سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو گالی دینے سے لگتی ہے چنانچہ ایسے مرتد کی توبہ ہرگز قبول نہیں ہے تفصیل امام قاضی عیاض مالکی نے اپنی کتاب ”الشفاء جعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ“ میں ۵۴۲، ۵۴۷ ”طبع دار الفکر“ پہ لکھی ہے۔ نیز دیگر بہت سے محققین بالخصوص آگے جن حنفی آئمہ کا ذکر آ رہا ہے انہوں نے بھی لکھی ہے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بزعم خویش دانشوروں کا کہنا ہے شرک سب سے بڑا جرم ہے جب اسکی سزا موت نہیں ہے تو اس سے چھوٹے جرم تو حسین رسالت کی سزا موت کیوں ہے؟ اس کا مختصر جواب یہی ہے کہ حدود غیر قیاسی ہوتی ہیں ورنہ ان دانشوروں کے اصول کے مطابق تو حد قذف بھی نہیں ہونی چاہیے اس لیے کہ شرک بڑا جرم ہے جب اس جرم پر اتنی کوڑے کی سزا نہیں ہے تو پھر چھوٹے جرم کسی پاک دامن عورت پر الزام لگانے والے کو اتنی کوڑے بھی نہیں لگنے چاہیں جبکہ قذف کی سزا کا منکر قرآن کا منکر ہے۔

فقہ حنفی

چاروں فقہ حنفی، مالکی، حنبلی اور شافعی کا گستاخ رسول ﷺ کے واجب القتل ہونے پر اتفاق ہے اور اس اہم فیصلہ کو جہاں کتب فقہ میں دیگر فقہی مسائل کے بیان میں ذکر کیا گیا ہے وہاں اس مسئلہ پر چاروں فقہ میں مستقل کتابیں بھی لکھی گئی ہیں امت کے مختلف ادوار میں تقریباً ۱۳ کتب خاص اس مسئلہ پر لکھی گئی ہیں جن میں اکثر حنفی فقہاء ہیں جنہوں نے اس مسئلہ کے اثبات میں کتب لکھیں۔ جبکہ آج امت مسلمہ کی گذشتہ پوری تاریخ میں کوئی ایک فقیہ بھی نہیں گذرے جنہوں نے اس موضوع پر کتاب لکھی ہو کہ گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل نہیں ہے۔

چونکہ آج کہا جا رہا ہے کہ پاکستان میں نوے فی صد حنفی ہیں چنانچہ فقہ حنفی کے مطابق ناموس رسالت کے قانون کو بیان کیا جائے تو بطور خاص فقہ حنفی کے دلائل ملاحظہ کیجئے۔

1۔ فقہ حنفی کے بہت بڑے امام امام ابو العباس احمد بن محمد ناظمی حنفی متوفی ۴۳۶ھ نے اپنی کتاب ”اجتاس ناظمی“ میں لکھا ہے جسے دسویں صدی ہجری کے عظیم حنفی امام قاضی عبدالعاز بن خواجہ بخاری نے اپنی کتاب فتاویٰ ”حسب المفتین“ میں ذکر کیا ہے آپ لکھتے ہیں۔

جب کسی نے رسول اللہ ﷺ کو یا انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کو گالی دی اس کو حد کے لحاظ سے قتل کیا جائے گا اور اس کیلئے کوئی توبہ نہیں ہے خواہ اس گستاخ کو حراست میں لیے جانے کے بعد یا گواہی کے بعد توبہ کرے یا خود بخود توبہ کیلئے پیش ہو جائے اسے زندیق کی طرح ہر حال میں قتل کر دیا جائے گا کیونکہ یہ قتل اس گستاخ کی حد ہے پس توبہ سے ساقط نہیں ہوگی جیسا کہ آدمیوں کے باقی حقوق جس پر حق ہو اسکی توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جیسا کہ حد قذف ہے (یعنی جیسا کسی نے کسی پاک دامن عورت پر برائی کا الزام لگایا اور پھر چار گواہ پیش نہ کر سکا تو اسے اسی کوڑے ضرور مارے جائیں گے وہ جتنی بار بھی توبہ کرے اس کو حد ضرور لگے گی)

2۔ امام عبدالعزیز بخاری نے یہاں تک لکھا۔

”گستاخ کا مسئلہ عام مرتد جیسا نہیں ہے کیونکہ عام مرتد کا فعل اسکا انفرادی فعل ہے

جس سے کسی آدمی کا کوئی حق متاثر نہیں ہوتا (لہذا اس کی توبہ قبول ہے مگر گستاخ کی توبہ قبول نہیں ہے کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا حق متاثر ہوا ہے) اسی لیے کسی نے حالت نشہ میں گستاخی کی پھر بھی اسے معاف نہیں کیا جائے گا اور حد کے لحاظ سے اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔
امام عبدالمعالی بخاری نے لکھا۔

”هذا مذهب ابی بکر الصديق رضى الله تعالى عنه والا امام الاعظم“
(فتاویٰ حسب المفتین ورق ۳۳، مخطوط)
”یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔“

نیز امام عبدالمعالی بخاری نے علامہ علم الہدیٰ کی البحر المحیط سے نقل کیا ہے۔
”جس بندے نے رسول اللہ ﷺ کو گالی دی یا آپ کی اہانت کی یا آپ کے دین، شخصیت یا اوصاف میں سے کسی وصف کو عیب والا بتایا خواہ یہ گالی دینے والا آپ کی امت سے ہو یا غیر۔ اہل کتاب سے ہو یا غیر۔ ذمی ہو یا حربی خواہ اس نے گالی اہانت، عیب کی بات عمد اقتصد کی ہو یا سہوا غفلت سے کی ہو۔ سنجیدگی سے کی ہو یا مذاق میں۔ پس اس نے ہمیشہ کا کفر کیا یعنی اگر وہ توبہ کرے تو کبھی بھی اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی نہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور نہ ہی بندوں کے نزدیک۔ متاخرین مجتہدین کے نزدیک بالاجماع اور اکثر متقدمین کے نزدیک شریعت میں اس کا حکم قتل ہے بادشاہ یا اس کا نائب اس گستاخ کے قتل میں فریب کاری سے کام نہ لے اگرچہ اس گستاخ کو قتل کرنے کی پاداش میں بہت سے دینی مفادات بھی فوت ہو جائیں جیسا کہ قاضیوں والیوں اور سرکاری اہلکاروں کا قتل ہے پھر بھی بادشاہ اسے زندہ نہ چھوڑے اور اگر حکومت نے اسے زندہ چھوڑ دیا تو حکمران کفر پر راضی ہو گئے یعنی جو اس سے توبہ نہ کا صدور ہوا تھا یہ کفر ہے کفر پر راضی ہونے والا بھی کافر ہوتا ہے پس وہ کافر ہو گئے۔ (فتاویٰ حسب المفتین ورق ۳۳، مخطوط)

3:- امام محمد بن محمد کردری حنفی متوفی ۸۲۷ھ نے گستاخ رسول ﷺ کی سزا کو ذکر کرتے ہوئے لکھا۔

”اسے حد کے طور پر قتل کر دیا جائے گا کیونکہ یہ حد ہے جو واجب ہو چکی ہے۔ تو توبہ سے ساقط نہیں ہوگی“

امام کردری نے مزید لکھا ہے۔ ”اسے محض مرتد پر قیاس نہیں کیا جاسکتا کیونکہ ارتداد محض مرتد کا وہ انفرادی فعل ہے۔ جس میں کسی آدمی کا حق متاثر نہیں ہوتا تو حین رسالت سے جو مرتد ہوا اس میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا حق متاثر ہوا چنانچہ اس کیلئے توبہ نہیں ہے اسے مہلت نہیں دی جائے گی اسے قتل کر دیا جائے گا۔

امام کردری نے یہ بھی لکھا یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ (فتاویٰ کردری مخطوط، ورق نمبر ۳۳۶، ۳۳۷) 4:- حضرت بلھے شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے شیخ حضرت شاہ عنایت قادری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۱۱۳۸ھ نے لکھا ہے۔

”گستاخ رسول ﷺ کی سزا کے بارے میں جو ہم تک معتبر روایات پہنچی ہیں وہ فتاویٰ ذخیرہ میں ہیں۔ ان میں یہ ہے گستاخ رسول ﷺ کوئی بھی ہو خواہ مسلمان ہو یا ذی اس کی شرعی حد یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے گا اور اس کیلئے توبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت شاہ عنایت قادری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی یہ لکھا۔

”ہو مذهب ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ والا امام الاعظم رحمۃ اللہ علیہ“ (غایۃ الحواشی ورق ۲۴۰)

”یہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذہب ہے۔“

5:- حضرت امام ابن حمام متوفی ۶۸۱ھ نے اپنا موقف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ اگر ذمی نے تو حین رسالت کا اظہار کیا اسے اس تو حین کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا

اور اس کا عہد ٹوٹ جائے گا۔ (فتح القدیر جلد نمبر ۵، صفحہ ۳۰۳ مکتبہ حقانیہ پشاور)

6:- حضرت ملا خسر و متوفی ۸۸۵ھ نے لکھا۔

جب کوئی مسلمان رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں سے کسی کو گالی دے تو اس کیلئے توبہ کی گنجائش نہیں ہے اور علماء کا اس بات پر اجماع ہے شاتم رسول ﷺ کا کفر ہے اور جو اس کے کفر میں شک کرے اس نے بھی کفر کیا۔

(دررالحکام فی شرح غرر الاحکام جلد نمبر ۱ صفحہ ۲۹۹)

7:- امام بدر الدین حنفی عینی متوفی ۸۵۵ھ نے لکھا ہے۔

توہین رسالت کی وجہ سے مومن کا ایمان نہیں رہتا تو ذمی کیلئے امان کیسے باقی رہ جائے گی کیونکہ مسلمان جب رسول اللہ ﷺ کو گالی دے تو کافر ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اگر حاکم ایسا کرے تو اسے بھی قتل کر دیا جائے گا جو ویسے ہی مجرم اور دین کا دشمن ہو یعنی ذمی اگر وہ توہین کرے تو اسے کیسے چھوڑ دیا جائے گا۔

(رمز الحقائق شرح کنز الدقائق جز اول صفحہ ۲۵۸، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

8:- امام عبد اللہ بن محمد بن سلیمان حنفی المعروف بداماد آفندی متوفی ۱۰۷۸ھ نے لکھا ہے۔

اگر کوئی مسلمان حضرت محمد ﷺ کی توہین کرے تو قتل اسکی شرعی حد ہے اس کیلئے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (مجمع الانهر جلد نمبر ۱ صفحہ ۷۷ دار احیاء التراث العربی)

9:- امام ہسکفی متوفی ۱۰۸۸ھ لکھتے ہیں۔

توہین رسالت کے جرم کی وجہ سے گستاخ کو حد کے طور پر قتل کر دیا جائے اور اس کیلئے توبہ نہیں ہے۔ (در مختار جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۴۳ دار الشافہ والتراث شام)

10:- امام شمس الدین محمد بن عبد اللہ تمر تاشی متوفی ۱۰۰۳ھ نے لکھا ہے۔

”جو مسلمان مرتد ہو جائے اس کی توبہ قبول ہے مگر توہین رسالت کی وجہ سے مرتد ہونے والے کی توبہ قبول نہیں ہے۔ (تنویر الابصار جلد نمبر ۱۳ صفحہ ۴۳ دار الشافہ والتراث دمشق)

11۔ امام خیر الدین ربی حنفی متوفی ۱۰۸۱ھ لکھتے ہیں۔

”جو تو ہمیں رسالت کی وجہ سے مرتد ہوا اس کا حکم باقی مرتدین جیسا ہے مگر اس کیلئے توبہ بالکل نہیں ہے“ (فتاویٰ خیر یہ جلد نمبر 1، صفحہ ۹۵)

قارئین دیکھیں، فقہ حنفی کے اتنے مستند آئمہ کی تصریحات بندہ نے اس حقیقت پر پیش کی ہیں کہ گستاخ رسول ﷺ واجب القتل ہے اور اس کیلئے توبہ کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ اگر کوئی مخالف یہ حقیقت تسلیم کرتا ہے کہ اس ملک میں ۹۰ فی صد حنفی ہیں میں نے اس برصغیر کے حنفی فقہاء اور دیگر ممالک کے حنفی فقہاء سے یہ ثابت کیا ہے۔ فقہ حنفی میں گستاخ رسول ﷺ کی سزا صرف اور صرف قتل ہے اور اس کیلئے توبہ کی گنجائش نہیں ہے یقیناً آج کے ان بزعیم خویش دانشوروں سے پہلی صدیوں کے یہ فقہاء بہتر طریقے سے فقہ امام اعظم کو جاننے والے ہیں۔ اسی لیے امام شہاب الدین خفاجی نے واضح کرتے ہوئے کہ توبہ سے گستاخ رسول ﷺ قتل سے نہیں بچ سکتا لکھا۔

هذا هو القول الصحيح عند ابي حنيفة والشافعي وغيرهما

(نسیم الریاض جلد نمبر ۶ صفحہ ۹۷۲ دار الکتب العلمیہ)

”یہی وہ قول ہے جو امام ابو حنیفہ امام شافعی اور ان کے علاوہ آئمہ کے نزدیک صحیح ہے۔“

پاکستان میں فقہ حنفی کے مطابق تحفظ ناموس رسالت کے قانون کی دلیل مانگنے والے یہ دلائل غور سے پڑھیں، بالخصوص پاکستان پھر پنجاب اور پھر لاہور کے سب سے بڑے حنفی فقیہ حضرت شاہ عنایت قادری متوفی ۱۱۳۸ھ (مدفون شارع فاطمہ جناح لاہور) جنہوں نے آج سے تقریباً تین صدیاں قبل غایۃ الحواشی کے نام سے کتاب لکھی جو عربی زبان میں ہے اور اس علاقے کی تاریخ میں جسے پاکستان کہا جاتا ہے اس میں فقہ حنفی کی سب سے پرانی، بڑی اور معیاری کتاب ہے اس کتاب میں ورق ۲۴۰ پہ یہ لکھا کہ گستاخ رسول ﷺ خواہ مومن ہو یا زمی اس کی توبہ ہرگز قبول نہیں اسے حد کے طور پر قتل کر دیا جائے

گا۔ پھر اس کے تفصیلی دلائل ذکر کیے گئے ہیں۔

ان کی اس کتاب کا قلمی نسخہ پنجاب یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ نیز اس کے دیگر بہت سے نسخے پاکستان اور افغانستان کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔
بندہ ناچیز کے پاس اس کتاب کے ۹ قلمی نسخوں کا عکس موجود ہے۔

تحفظ ناموس رسالت کے عجیب انداز

اس فریضہ کی ادائیگی کا سلسلہ حیران کن ایمانی انداز میں جاری رہا۔

1:- امام زبیلی نے واقدی کی کتاب الردۃ سے نقل کیا ہے عمان کے علاقے میں جب حضرت حذیفہ بن محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کچھ لوگوں نے توہین رسالت کی انہوں نے کہا تم مجھے میرے ماں باپ کی گالی دے لو مگر شان رسالت میں کچھ نہ کہو جب وہ باز نہ آئے تو حضرت حذیفہ جو اس علاقے کے گورنر تھے انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھ کر اس بات پر مطلع کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدید غصہ آ گیا آپ نے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں دو ہزار کاشکری بھیجا جنہوں نے ان کے خلاف جہاد کر کے ان کو شکست دی۔ وہ شکست کھا کے دوبارہ شہر میں داخل ہو گئے اور قلعے میں پناہ لی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک مہینے تک ان کا محاصرہ کیا۔ جب وہ مجبور ہو گئے تو صلح کی درخواست کی حضرت حذیفہ نے شرط لگائی کہ غیر مسلح ہو کر باہر آؤ پھر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے قلعہ میں داخل ہو گئے حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے سرداروں میں سے ایک سو سرداروں کو قتل کیا۔

(نصب الراية جلد نمبر ۳ صفحہ ۴۵۲، دار الکتب الاسلامیہ لاہور)

2- امام شہاب الدین محمد بن احمد ایشی متوفی ۸۵۰ھ نے اپنی کتاب ”المستطرف من کل فن مستطرف“ کے پچھتر ویں باب کی دوسری فصل کے اختتام پر صفحہ ۵۳۰ طبع قدیمی کتب خانہ صفحہ ۶۸۹ طبع الحجاز“ قاہرہ پہ لکھا ہے۔

”بحرین کے کچھ بچے ہاکی سے کھیل رہے تھے قریب ہی ایک پادری بیٹھا تھا گیند اس کے سینے کو جا لگی اس نے پکڑی وہ گیند مانگنے لگے ان بچوں میں سے ایک نے کہا اگر تو ویسے نہیں دیتا تو ہم حضرت محمد ﷺ کے صدقے تجھ سے سوال کرتے ہیں ہماری گیند دے دے اس پادری نے گیند دینے سے انکار کیا اور رسول اللہ ﷺ کو گالی دے دی جوں ہی بچوں نے اس سے شان رسالت میں گالی سنی بچے ہاکیاں لے کے اس پر چڑھ گئے اور اس وقت تک مارتے رہے جب تک وہ لعنتی مرنہ گیا یہ کیس حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پیش کیا گیا۔ خدا کی قسم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی فتح اور مال غنیمت کے ملنے پر اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے بچوں کے اس گستاخ پادری کو قتل کرنے پر خوش نظر آئے اور کہا ”اب اسلام غالب آ گیا۔ چھوٹے چھوٹے بچوں کے نبی ﷺ کو گالی دی گئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کیساتھ عشق کی وجہ سے غصے میں آ گئے پس غالب ہوئے اور کامیابی سے ہمکنار ہوئے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پادری کے خون کو باطل قرار دے دیا۔

قارئین دیکھیے یہاں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بچوں سے ناراض نہیں ہوئے کہ تم نے مجھ سے یا امیر بحرین سے پوچھے بغیر ہی ایسا کیوں کیا بلکہ ان کے اس عمل پر نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اسے اسلام کا غلبہ کہا۔

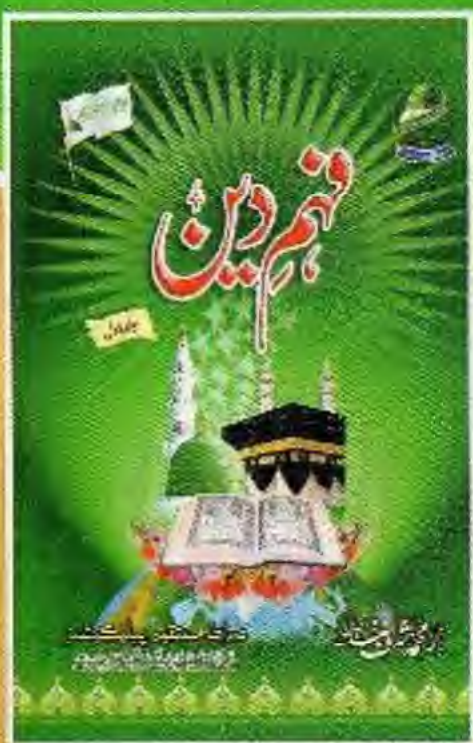
3۔ حضرت امام قاضی محمد ابن ابی منظور انصاری رحمہ اللہ تعالیٰ متوفی ۳۳۷ھ جو عبیدی حکمرانوں کی طرف سے قیروان کے قاضی تھے۔ ان کے پاس توہین رسالت کے مرتکب ایک یہودی کو پیش کیا گیا وہ اسے دیکھ کر جذبات کو کنٹرول نہ کر سکے اور عدالت ہی میں اسے ملے مار مار کر جان سے مار دیا۔ (سیر اعلام النبلاء جلد نمبر 11 صفحہ ۵۸۰ طبع دار الفکر)

4۔ حضرت سلطان صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ ۵۸۱ھ میں بیمار تھے انہوں نے نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمائی تو وہ آخری سانس تک افریقیوں کے خلاف جہاد کریں گے اور بیت المقدس فتح کرنے کیلئے ہمت لڑادیں گے اور یونس ارناط صاحب

کرک کو اپنے ہاتھوں سے قتل کریں گے کیونکہ اس نے عہد توڑا تھا رسول اکرم ﷺ کی توہین کی تھی۔ ابن کثیر نے لکھا ہے۔ برنس ارنات نے مصر سے شام کی طرف جاتا ہوا مسلمان تاجروں کا ایک قافلہ لوٹا انہیں قتل کیا اور وہ قتل کرتے وقت کہہ رہا تھا۔ کہاں ہیں تمہارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انہیں بلاؤ وہ تمہاری مدد کریں۔ ۵۸۳ھ میں برنس ارنات زندہ پکڑا گیا۔

سلطان نے اسے دعوت اسلام دی اس نے انکار کیا سلطان صلاح الدین ایوبی نے کہا ہاں میں رسول اللہ ﷺ کی امت کا بدلہ لینے کیلئے آپ ﷺ کا نائب بن کر آ گیا ہوں پھر تلوار مار کر اس کا سر قلم کیا اور ملوک کی طرف بھیجا اس نے توہین رسالت کی تھی میں نے اسے قتل کر دیا۔ (البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۱۲ صفحہ ۸۳۵، ۸۵۱ دار المعرفۃ بیروت)

5۔ امام ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے اٹھویں صدی ہجری کے حالات میں لکھا ہے۔
منگولوں میں سے کچھ عیسائی بن گئے ان کے پاس عیسائیوں اور منگولوں کے سردار آئے ہوئے تھے ان میں سے ایک نے رسول اللہ ﷺ کی شان میں توہین کرنا شروع کر دی وہاں ایک کتابا ندھا ہوا تھا جب اس گستاخ نے زیادہ گستاخی کی تو کتاب اس پر جھپٹ پڑا اور اسے خراش لگا دیے۔ پاس بیٹھے ہوئے لوگوں نے اسے کتے سے چھٹکارا دلوا دیا۔ تو کسی نے ان میں سے کہا یہ کتے نے جو تجھے سزا دی ہے یہ حضرت محمد ﷺ کی جو تو نے توہین کی ہے اس کا نتیجہ ہے اس گستاخ نے کہا ہرگز ایسا نہیں ہے۔ اس کتے میں غرور بڑا ہے اس نے مجھے اپنی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے پایا اس نے گمان کیا شاید میں اسے مارنا چاہتا ہوں (تو اس لیے اس نے مجھ پر حملہ کر دیا) پھر وہ گستاخی کرنے والا اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹا اور کافی کچھ کہا کتاب دوبارہ جھپٹا اور اس گستاخ پادری کی گردن کو حلق کے نیچے سے پکڑا اور اس کا سر اتار دیا وہ اسی وقت مر گیا اس واقعہ کی وجہ سے تقریباً چالیس ہزار منگولوں نے کلمہ پڑھ لیا۔ (الدرر الکامنہ فی اعیان المائۃ الثامنہ جلد نمبر ۳، صفحہ ۱۲۸، ۱۲۹)



تہم دین

اول تا ششم

از: کنز الخلاء ڈاکٹر محمد اشرف احسن جلیل

۱۶ ہجری اور اچھوتے موضوعات پر لکھی



صراطِ مستقیم کی پبلیکیشنز

جامع مسجد رضائے مجتبیٰ، پتلیڑکا، لونی، گوجرانوالہ
0333-8173630



5-6 مرکز الاولیاء دربار مارکیٹ لاہور
042- 37115771, 0321-9407699